قسط ۲

سماجی اور اقتصادی انشورنس کی اسلامی تنظیم

اسلام اور موجودہ نظام انشورنس

جناب نور محمد صاحب غفاری لیکچرار
گورنمنٹ کالج بہاول نگر

پچھلے باب میں ہم نے نہایت اختصار سے انشورنس کی تعریف، اغراض و مقاصد اور آغاز و انجام کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ انشورنس کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر تو یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ انشورنس ایک سود مند سکیم ہے جس میں کم از کم بیمہ دار (Policy Holder) کے دکھوں کا مداوا ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام میں انشورنس اپنے بنیادی مقاصد — امداد باہمی، مستقبل کے خطرات سے حفاظت اور نقصان کی صورت میں تلافی کے ساتھ اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے لیکن انشورنس کی جو موجودہ نوعیت ہے جس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے مفاسد پائے جاتے ہیں اس کی اسلام کبھی اجازت نہیں دیتا آیئے سب سے پہلے ان مفاسد کا جائزہ لیتے چلیں جو موجودہ نظام انشورنس میں پائے جاتے ہیں۔

موجودہ نظام انشورنس کے مفاسد

موجودہ نظام انشورنس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے مفاسد پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی الگ الگ تقسیم مشکل ہے کیونکہ مفسدہ مثلاً سود اگر دینی اعتبار سے حرام ہے تو دوسری طرف وہ معاشی تمدن کو بھی دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ لہذا یہاں ہم ان مفاسد کا ذکر کریں گے جن کی طرف بعض اوقات اہل علم حضرات بھی توجہ نہیں فرماتے۔

۱۔ سود۔ ۲۔ قمار بازی۔ ۳۔ غیر شرعی شرائط۔ ۴۔ سٹہ بازی اور دھوکہ دہی وغیرہ۔

سود Interest - Usury انشورنس کے کاروبار کا حقیقت شناس یہ امر بخوبی جانتا ہے کہ اس کاروبار میں شریعت کا اصطلاحی ربٰو دو صورتوں میں پایا جاتا ہے۔

۱۔ انشورنس کمپنی جو سرمایہ مختلف افراد سے اکٹھا کرتی ہے اسے کاروباری کمپنیوں یا افراد کو سود پر دیتی ہے۔

۲۔ بیمہ شدہ شخص کو کمپنی مدت بیمہ مکمل ہونے پر یا اس کی موت کے بعد یا اس کی جائیداد تلف ہونے کی صورت میں اس کی اصل رقم (جس پر بیمہ ہوا تھا) مع کچھ زائد رقم کے جسے بیمہ کمپنی بونس کا نام دیتی ہے۔

قمار بازی (Gambling) انشورنس کی یہ شرط کہ اگر بیمہ شدہ شخص یا شئے اس معینہ مدت جس پر بیمہ ہوا ہے سے پہلے مر یا تلف ہو جائے تو اصل رقم کے ساتھ جو بونس ملے گا اس کی شرح زیادہ ہوگی (فرض کریں اس طرح -/۵۰۰۰ روپے

ملیں گے) اور اگر اس متعینہ مدت کے بعد تک وہ بیمہ شدہ شخص زندہ رہتا ہے یا جائیداد باقی رہتی ہے تو شرح بونس کم ہو گی (فرض کریں -/۴۵۰۰۰ روپے) جب کہ تلف ہونے کے وقت کا علم اور تعین کرنا انسان کے بس کا روگ نہیں۔ اس شرط کے تحت انشورنس کا کاروبار قمار (جوا) ہے۔ ہمارے اس نظریہ کی دلیل الفرڈ منسز کا یہ قول ہے جو وہ بیمہ کے قواعد و ضوابط کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

ایسے معاملات میں انشورنس کے کاروبار میں سٹہ لگانے یا جوا کے عناصر شامل ہو جاتے ہیں۔ اب قمار کے بارے میں علماء اسلام کا قاعدہ ملاحظہ فرمائیے:۔

تعلیق الملك على الخطر والمال فى الجانبين[۱] ۔ قبضہ کے کسی ایسی شے پر موقوف رکھنا جس کے ہونے اور نہ ہونے کا برابر احتمال ہو اور مال دونوں طرف ہو۔

اس اجمال کی تفصیل انشورنس کمپنی کے معاہدہ کی روشنی میں یہ ہے کہ اگر بیمہ دار (Policy Holder) معینہ مدت سے پہلے مرگیا تو اس قدر رقم (فرض کیا ۶۰ ہزار) کا مالک ہوگا اور اگر معینہ مدت کے بعد زندہ رہا تو اتنی رقم (فرض کیا -/۴۵۰۰۰ روپے) ملے گی۔ مقدار رقم کا تعین نہیں۔ دونوں احتمال ہیں۔ زیادہ ملنے کا بھی اور کم ملنے کا بھی۔ لہذا بیمہ کا کاروبار جوا ہے۔ کیونکہ جوا کھیلنے والا نہیں جانتا کہ اسے کتنی رقم ملے گی یا وہ کتنی ہارے گا؟

جوا کی حرمت قرآن مجید میں آئی ہے۔

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥ " بلاشبہ شراب اور جوا، بت اور پانسے ناپاک ہیں۔ کار شیطان ہیں پس ان سے بچو اگر تم کامیاب ہو سکو۔

"میسر، جوا" کی تفصیل میں امام ابوبکر الجصاص فرماتے ہیں:۔

ولا خلاف بين اهل العلم فى تحريم القمار وان المخاطرة من القمار فقال ابن عباس ان المخاطرة قمار وان اهل الجاهلية كانوا يخاطرون على المال والزوجة وقد كان مباحاً الى ان ورد تحريمه[۳] ۔ " جوئے کی حرمت کے سلسلہ میں اہل علم کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں اس فعل میں "خطر" کی ساری صورتوں کے شامل ہونے پر بھی اتفاق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ خطر (کم یا زیادہ ملنے کا احتمال) جوا ہے۔ اہل جاہلیت اپنے مال اور بیوی ہر دو کو جوا کے داؤ پر لگاتے تھے شروع شروع میں اس کی اباحت تھی مگر پھر تحریم نازل ہوئی۔"

انشورنس چونکہ ایک جوا ہے لہذا غرر اور خطر کی ساری صورتیں شامل ہیں۔ پہلے خطر اور غرر کی تشریح کر لیتے ہیں تاکہ مسئلہ زیادہ واضح ہو جائے۔ "خطر" وہ ہے جس کا "ہونا نہ ہونا" معلوم نہ ہو اور غرر بھی انجام سے بے خبری کو کہتے ہیں ۔۔۔۔ ملک العلماء ابوبکر الکاسانی فرماتے ہیں:۔

---

[۱] مفتی ولی حسن ۔۔۔ [۲] المائدہ ۹۰ [۳] احکام القرآن جلد ۱ ص ۳۹۸

الغرر ما یکون مستور العاقبۃ[۱] "غرروہ ہے جس میں انجام سے بے خبری ہو"

بیمہ کے کاروبار میں غرر اور خطر دونوں پائے جاتے ہیں مثلاً بیمہ شدہ شخص یا شئے، کا مدتِ معینہ سے پہلے تلف ہونا یا مرنا یا باقی رہنا معلوم نہیں ہوتا اور وہ کتنی رقم پائے گا یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ یعنی زندہ رہا تو کم، فوت ہوگیا تو زیادہ۔ مگر موت کی کسی کو خبر نہیں۔ لہٰذا جس کاروبار کو زندگی یا موت کے بے وقت (جو معین نہیں) کے ساتھ مشروط کیا جائے وہ جوا ہے جس میں ضرر اور خطر دونوں ہیں لہٰذا ایسا کاروبار حرام ہے۔

امام دار الہجرت حضرت مالک بن انسؒ اسی قسم کے ایک معاملہ کی مثال دیتے ہیں۔

ان یعمد الرجل الی الرجل قد ضلت راحلته او دابته او غلامه وثمن هذه الاشیاء خمسون دینارا فیقول انا اخذها منك بعشرین دینارا فان وجدها المبتاع ذهب من مال البائع ثلاثین دینارا و ان لم یجدها ذهب البائع منه بعشرین دینارا وهما لا یدریان ایضا اذا وجدت تلك الضالة کیف توخذ وما حدث فیها من امر الله تعالیٰ عزوجل مما یکون فیه نقصها و زیادتها فهذا اعظم المخاطرۃ[۲]

"ایک شخص کسی دوسرے شخص جس کی سواری یا سامان سفر یا غلام گم ہوگیا ہے اس طرح مدد کرتا ہے کہ اس کے گم شدہ مال کی قیمت ۵۰ دینار مقرر کر دیتا ہے اور صاحب مال سے کہتا ہے کہ یہ تیرا گم شدہ مال ہے تیرے ۲۰ دینار میں لیتا ہوں (گم شدہ مال والا یہ جان کر کہ ملے نہ ملے چلو ۲۰ دینار ہی سہی قبول کر لیتا ہے) پھر اگر وہ اس گم شدہ متاع کو پا لیتا ہے تو اس طرح وہ فروخت کرنے والے سے ۳۰ دینار اڑا لیتا ہے اور اگر نہیں تلاش کر پاتا تو پھر بیچنے والا اس سے ۲۰ دینار ہتھیا لیتا ہے اور وہ دونوں نہیں جانتے کہ جب وہ (سودا کرنے والا) اس گم شدہ چیز کو پائے گا تو وہ کس طرح پائے گا کس حال میں پائے گا؟ اور اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر کیا حکم واقع ہو چکا ہوگا۔ جو اس میں نقص یا زیادتی کا موجب بن سکتا ہے اس طرح کا معاملہ کرنا بہت بڑا "خطر" ہے۔"

اس مثال میں یہی بتایا گیا ہے کہ ایسا معاملہ جس میں انجام کے اچھے یا برے دونوں طرح کے ہونے کا احتمال ہو شرعاً درست نہیں۔ ایسا ہی معاملہ انشورنس کا ہے جس میں بیمہ دار (Policy Holder) کو موت کے مدتِ معینہ سے قبل آجانے کی صورت میں رقم کے زیادہ ملنے اور زندہ رہنے کی صورت میں کم ملنے، دونوں طرح کا احتمال ہوتا ہے اور یہ جوا ہے لہٰذا حرام ہے۔

سٹہ بازی اور دھوکہ دہی۔ مروجہ نظام انشورنس میں سٹہ بازی اور دھوکہ دہی بھی ہے۔ دھوکہ دہی دونوں

۱۔ بدائع الصنائع جلد ۳ صفحہ ۲۶ ۲۔ مدونۃ الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۵۴

اطراف۔ بیمہ دار اور انشورنس کمپنی سے ہوتی ہے۔ بیمہ دار ایسا بھی کرتا ہے کہ دھوکہ دے کر اپنی جائیداد کی مالیت زیادہ کردی اور جب بیمہ ہوگیا تو سود کی رقم جو اس کی مملوکہ شے کی مالیت سے زائد تھی وصول کرنے کے لئے اس شے کو مخفی طریقہ سے تلف کردیا[4]

ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی سرمایہ دار نے اپنے روئی کے ذخیرہ یا کارخانہ کا ایک کروڑ کا بیمہ کرایا مگر جب کاروبار پر زوال آتے دیکھا تو اس ملک وملت کے دشمن نے روئی کو آگ لگادی اور قوم سے انشورنس کمپنی کے ذریعہ ایک کروڑ روپیہ وصول کرلیا۔ اس سرمایہ دار کی مثال بالکل اس دشمن کی سی ہے جو کسی غریب کی جھونپڑی کو آگ لگا کر تماشہ دیکھتا ہے۔

دوسری طرف انشورنس کمپنی کا سرمایہ دار ہے جو سبز باغ دکھا دکھا کر قوم کی دولت سمیٹتا ہے اور ناپاک سودی کاروبار چمکاتا ہے اور لاکھوں روپے کماتا ہے مگر مٹھی بھر بیمہ دار کو صرف ۲٪ یا ۴٪ دے کر خوش کردیتا ہے دراصل یہ ایسا قاتل ہے جس کے ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہوتی اور اپنے ابنائے جنس کو اس طرح موت کے گھاٹ اتارتا ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرنے دیتا۔ بلکہ اپنی سرمایہ داری کی دنیا کو رنگین کرنے کے لئے اسے پہلے ہی نچوڑ لیتا ہے اور اگر کبھی اس کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے تو اپنی بلا نہایت عیاری سے بیمہ داروں (Policy Holders) کے سر ڈال دیتا ہے جس کا خمیازہ پوری قوم بھگتتی ہے۔ اس کا ثمران بے نواؤں کو بھی پہنچتا ہے جن کا کبھی جہاز ڈوبتا ہے نہ کارخانے کو آگ لگتی ہے۔

فاسد شرائط موجودہ انشورنس کے کاروبار کا ایک مفسدہ اس کی فاسد شرائط ہیں۔ ایسی شرائط جن کا تعلق غرر، خطر اور جوا سے ہے ان کا ذکر ہم کر چکے ہیں لیکن ابھی ایک شرط جسے محسن انسانیت شریعت نے حرام قرار دیا ہے جسے کوئی بھی منصف مزاج مفکر انسان دشمن شرط کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ ہے ایک متوسط طبقہ کا شخص جس نے اپنے لخت جگر کا بیمہ کرایا تھا ابھی اس نے چند اقساط ہی ادا کی تھیں کہ اس کا کاروبار زوال پذیر ہوگیا۔ وہ بقیہ اقساط ادا نہیں کرسکتا۔ اب انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ اس کو اس کی پہلی جمع شدہ رقم واپس مل جائے لیکن انشورنس کمپنی والے ایسا نہیں کرتے بلکہ اس کی رقم سوخت کرلیتے ہیں اور دنیا کی کوئی عدالت اسے واپس نہیں دلا سکتی۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

تینوں قسموں کے بیموں۔ بیمہ زندگی۔ بیمہ املاک۔ بیمہ فرائض میں جو یہ شرط ہے کہ جو شخص کچھ رقم بیمہ پالیسی کی جمع کرانے کے بعد باقی اقساط کی ادائیگی بند کردے تو اس کی جمع شدہ رقم سوخت ہوجاتی ہے یہ شرط خلاف شرع اور ناجائز ہے قواعد شریعہ کی رو سے ایسے شخص کو (جس نے بیمہ کرایا تھا) تکمیل معاہدہ پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اور عدم تعمیل کی صورت میں کوئی تعزیری سزا بھی دی جاسکتی ہے لیکن ادا کردہ رقم کو اس جرمانہ میں ضبط کرلینا جائز نہیں ہوسکتا۔[5]

---

[4] مولانا اسحاق سندیلوی سوانح مرحیہ [5] بیمہ زندگی ص۱۸

اس کا حل یہ ہو سکتا ہے کمپنی ایسے قوانین بنائے جن کی رو سے ایسے اشخاص (جو اقساط کی درمیان میں ادائیگی خواہ مخواہ بند کر دیں) کے ضرر سے بچا جائے۔ مثلاً جو شخص اقساط کی ادائیگی بند کر دے اسے اس کی رقم چار یا پانچ سال بعد ملے گی یا اس سے کچھ جرمانہ برائے حفاظت رقم وصول کیا جا سکتا ہے وغیرہ۔

دوسری غیر شرعی اور ظالمانہ شرط یہ ہے کہ شریعت کی رو سے کسی مورث کی جائیداد اس کے شرعی ورثاء میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم ہو۔ مگر بیمہ کا کمپنی یہ ہے کہ بیمہ دار (Policy Holder) وہ رقم جس کے نام کرا دے اسی کو ملتی ہے یہ ظلم اور گناہ ہے جو بیمہ دار بیمہ کمپنی کے ذریعہ اپنے ورثاء پر کرتا ہے۔

الغرض مندرجہ بالا مفاسد کی روشنی میں یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کے معتدل اور صالح نظام معیشت جس کی بنیاد اخوت و ہمدردی اور عام رفاہیت و خوشحالی پر رکھی گئی ہو اس موجودہ نظام انشورنس کے لئے کوئی گنجائش نہیں جو سود، قمار، خطر، غرر اور دھوکہ دہی پر اپنی طرح ڈالتا ہے۔

فاضل جلیل استاد شیخ ابو زہرہؒ اس سلسلہ میں قابل توجہ ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

اگرچہ انشورنس کی اصلیت تو تعاون محض تھی لیکن اس کا انجام بھی ہر اس ادارہ کا سا ہوا جو یہودیوں کے ہاتھ میں پڑا۔ یہودیوں نے اس نظام کو جس کی بنیاد (مسلمانان اندلس نے[1]) "تعاون علی البر والتقوٰی" پر رکھی تھی، اسے ایسے یہودی نظام میں تبدیل کر دیا گیا جس میں قمار (جوا) اور ربٰو (سود) دونوں پائے جاتے ہیں[2]۔

ایک اہم سوال اگر موجودہ نظام انشورنس شریعت اسلامیہ کی رو سے حرام اور مردود ہے اور جب کہ یہ ایک وبا کی طرح تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو رہا ہے تو کیا اس میں کوئی ایسی ترمیم ممکن ہے کہ یہ نظام قابل قبول ہو سکے؟

تو اس کا جواب یہی ہے کہ اسلام جو بنی نوع انسان کے لئے آخری ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو سے ہر دور میں اور ہر ایک انسان کی رہنمائی کا دعوٰی رکھتا ہے۔ اس کے نظام شریعت میں ایک باب اجتہاد و فقیہ کا ہے جو قیامت تک کھلا رہے گا اس کی روشنی میں علماء اسلام ہر دور میں نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرتے رہیں گے۔

انشورنس کا کاروبار جس کی ابتداء امداد باہمی کے اصول سے ہوئی تھی اور جس نے آج ایک مذموم سرمایہ دارانہ نظام کا روپ دھار لیا ہے جس کی بنیاد اب سود اور جوا پر رکھی جاتی ہے۔ یہ بھی علماء اسلام کے لئے توجہ طلب مسئلہ ہے اور اس کا حل شرعی بھی تلاش کیا گیا ہے اور علماء اسلام اس کا متبادل پروگرام بھی پیش کر چکے ہیں۔ یہاں ہم نہایت اختصار سے اس ترمیم و اصلاح کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کے بعد انشورنس کا موجودہ نظام انسانیت کے ذریعہ فلاح اور رفاہیت بن سکتا ہے۔

---

[1] ایس۔ پی۔ اسکاٹ کی تحقیق کی روشنی میں مقالہ نگار کا اضافہ [2] لواء الاسلام بحوالہ بیمہ زندگی ص ۴۳۔ از مولانا مفتی ولی حسن

ترمیم | ترمیم Modification کے رہنما اصول یہ ہوسکتے ہیں :۔

۱۔ شرائط میں ترمیم :۔ یعنی غیر شرعی اور ظالمانہ شرائط کو شرع کی روشنی میں تبدیل کردیا جائے۔

مثلاً :۔ ا۔ یہ شرط کہ اگر بیمہ دار مدت بیمہ کی تکمیل سے قبل ہی فوت ہوجائے تو زیادہ شرح منافع اور اگر تکمیل مدت کے بعد تک زندہ رہے تو کم شرح منافع ۔ یہ غرر اور خطر[۵] ہے ۔ اس میں ترمیم یوں کریں کہ رقم مع منافع ہر دو صورتوں میں ایک جیسی ملے گی۔

ب :۔ بیمہ دار (Policy Holder) اپنے خاندان کے جس فرد کے نام بیمہ کررہا ہے اس کی موت کے بعد وہ رقم اسی کو ملتی ہے کسی اور کو نہیں لہٰذا اس کے دیگر ورثا اگر ہوں تو وہ محروم رہ جاتے ہیں ۔ لہٰذا یہ ناجائز اور ظلم ہے ۔

اس کی ترمیم یوں کریں ۔ باپ کو یہ کہا جائے کہ وہ تمام ورثا کے لئے اس رقم کا بیمہ کرائے ۔ تاکہ اس کی موت کے بعد وہ تمام ورثا کو ملے جسے وہ اپنی شرعی حصص کے مطابق تقسیم کریں ۔

۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بیمہ کمپنی والے بیمہ دار کی موت کے بعد وہ تمام رقم خود اس کے ورثا میں شریعت مطہرہ کی ہدایات کی روشنی میں تقسیم کریں ۔ دوسرا طریقہ زیادہ موزوں اور بے ضرر ہے ۔

۲۔ کاروبار کے طریقہ میں ترمیم :۔ ا۔ اس کاروبار کو سود سے پاک کیا جائے جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ بیمہ داروں کو ایک مقررہ شرح سود دینے کی بجائے انہیں مضاربت اور شرکت کے شرعی تجارتی طریقوں کی روشنی میں کاروبار میں شریک کیا جائے ۔ اور نفع اور نقصان میں ان کی رقم کی نسبت کے مطابق انہیں شامل کیا جائے ۔ اس طریق کار میں بیمہ داروں کو زیادہ سے زیادہ نفع ہوگا۔

آج کل جو انشورنس کا سرمایہ کاری کا طریقہ ہے اس کے اعتبار سے مضاربت کا طریقہ بہتر ہے ۔ یہاں ہم مختصراً مضاربت کے تجارتی طریقہ پر روشنی ڈالتے ہیں ۔

مضاربت ا۔ اس کاروبار کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایک فرد کی رقم ہوتی ہے اور دوسرے کی محنت ۔ سالانہ نفع میں سے رقم والے کو اور محنت کرنے والے کو ایک خاص نسبت سے حصہ دیا جاتا ہے ۔ فرض کریں سرمایہ دار کو ۱/۲ اور محنت کرنے والے کو ۱/۲ اور اصل رقم مال والے کی ہوگی ۔ نقصان کی صورت میں نقصان سارے سارے کا اصل (capital) والا برداشت کرے گا ۔ کیونکہ محنت والے کی محنت ضائع گئی اور مال والے کا سرمایہ۔

۲۔ جس کو رقم کاروبار کے لئے دی جائے وہ اس رقم کو آگے کسی دوسرے فرد کو مضاربت یا شرکت پر کاروبار کے لئے دے سکتا ہے ۔ بعض فقہاء کے نزدیک مضارب کو ایسا کرنے کے لئے راس المال والے سے اجازت لینا پڑتی ہے کہ وہ رقم آگے کاروبار پر دے سکتا ہے یا نہیں اور بعض کے نزدیک نہیں ۔ بہر حال ایسا کرسکتا ہے ۔ انشورنس کمپنیاں جو رقوم اکٹھی

---

۵ غرر اور خطر کی تشریح گزر چکی ہے ۔

کرتی ہیں وہ انہیں آگے کاروبار کے لئے مضاربت کی شکل میں دے سکتی ہیں۔

۳۔ جب مضاربت کرنے والا اس رقم کو دوسرے شخص یا کاروباری ادارہ کو دے گا تو اس کے ساتھ اپنی نئی شرائط طے کرے گا۔ یعنی وہ جس شخص کو رقم دے رہا ہے اس سے کتنا٪ منافع لے گا فرض کریں یہاں ½ اور ⅓ طے ہوتا ہے۔

لیکن اس مضارب کا جو معاہدہ رأس المال والے پہلے شخص سے ہو چکا ہے اس کے اس نئے کاروبار میں دخل نہیں بس وہ تو اس پہلے مضارب سے اپنا مقررہ حصہ منافع میں سے لے گا۔

۴۔ حساب کتاب سال ختم ہونے کے بعد ہوگا۔ اگر فریقین چاہیں گے تو حساب کتاب کے بعد کاروبار جاری رہے گا۔

۵۔ منافع کی تقسیم کرتے وقت پہلے سارا نقصان مہیا کیا جائے گا اور پھر جو بچے گا وہ مقررہ تناسب سے تقسیم ہوگا۔

الغرض یہ چند نمایاں قسم کے اصول ہیں تفصیل کے لئے کتب فقہ مثلاً ہدایہ۔ کنز الدقائق۔ المغنی۔ الکتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ المبسوط اور اردو میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتاب "شرکت و مضاربت کے اسلامی اصول" کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

II کسی شخص کا اس کی مالی حیثیت اور ذرائع آمدنی سے بڑھ کر کسی جائیداد کا اس کی قیمت سے زیادہ اور کسی ذمہ داری کا اس کے عوض سے بڑھ کر بیمہ نہ کیا جائے۔ اور جو شخص دھوکہ دے کر اپنی جائیداد زیادہ بتائے یا اس کی مالیت زیادہ ظاہر کرے جب چھان پھٹک کے بعد اس کا دھوکہ معلوم ہو جائے تو اسے اسلامی عدالتوں سے تعزیراتی سزا دلوائی جائے۔ جو اس کے مال کو سوخت کرنے کی بھی ہو سکتی ہے۔

غرض یہاں ہم نے نہایت اختصار سے یہ عرض کیا ہے کہ موجودہ نظام انشورنس میں کیونکر اور کیا کیا تبدیلیاں کی جائیں کہ کاروبار اسلامی (Islamic) بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس عنوان کے تحت بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت تھی۔ مگر یہاں اس سے اتنا ہی تعارض کیا گیا ہے جتنے کا تعلق ہمارے مقالہ سے تھا۔ لیکن یہ کام کسی ایک فرد یا ادارے کا نہیں بلکہ اس کی اصلاح کی قومی سطح پر ضرورت ہے۔ راسخ العقیدہ علماء اور جدید تعلیم یافتہ حضرات جو پختہ فکر اور دین کا درد رکھنے والے ہوں۔ اس کاروبار کو جوا اور سود سے پاک کرنے کے لئے تجاویز مرتب کریں۔

اسلامی حکومت اس کام کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اور کاروبار اسلامی خطوط پر استوار کرنے کا پختہ عزم کر لے تو کوئی ان ہونی بات نہیں کہ یہ حرام کا کاروبار حلال اور طیب بن جائے۔ آخر آج کا سودی کاروبار کیا ۴ یا ۵ سال میں ایسا سائنٹیفک (Scientific) طریقہ پر چلنے کے قابل ہو گیا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس نے مدتوں اپنا سفر جاری رکھا۔ تب اس منزل پر پہنچا۔

زندہ، خوددار اور باضمیر قومیں جنہیں اپنے مقصد حیات سے لگاؤ ہو تو وہ دشواریوں میں بھی زندہ رہنے کی راہیں تلاش کر لیتی ہیں۔ اگر ہمیں اسلام کے نظام اقتصادیات سے دلی لگاؤ ہے اس میں پوشیدہ خیر پر اعتماد ہے اور اسے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ مانتے ہیں تو پھر علماء اسلام اور مسلمان ماہرین معاشیات کی اجتہادی قوتوں اور علمی بصیرت کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔